WEEKLY BOOKLET 196

اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا؟

صفحات: 17

- بِلا ضرورت تکلیف کا اِظہار نہ کیجئے 03
- جان کا صدقہ کس چیز سے دینا بہتر ہے؟ 10
- فضائلِ آفات اور 20 روحانی علاج 14

پیشکش
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اس رسالے کا مواد ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت، قسط 106 سے لیا گیا ہے

اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا؟[1]

دُعائے عطار یارَبَّ المصطفٰے! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ ''اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا؟'' پڑھ یا سُن لے، اُسے اپنی رِضا کے لئے مصیبتوں پر صبر اور بہت زیادہ اَجر عطا کر اور اُسے جنّت الفردوس میں اپنے پیارے نبی حضرتِ ایوب علیہ السّلام کا پڑوس نصیب فرما۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

دُرود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: قیامت کے دِن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زِیادہ دُرود شریف پڑھتا ہوگا۔

(ترمذی، 2/27، حدیث:484)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا؟

سُوال: صبر اور برداشت میں کیا فرق ہے؟ کیا اپنی پریشانی بھی کسی کو نہیں بتاسکتے؟

(محمد عامر عطاری۔ کولمبو سری لنکا)

جواب: غالباً صبر کا معنٰی اُردو میں برداشت کرنا ہی ہوتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ ''اپنی مصیبتیں دوسروں کو بتانا'' اِس میں بعض اَوقات بے صبری سامنے آجاتی ہے۔ اگر کوئی کسی بزرگ، اِمام مسجد یا عالِمِ دین کو اپنی مصیبت اِس لئے بتارہا ہے تاکہ وہ اُس کے لئے دعا کریں، یا کسی

[1] ...... یہ رِسالہ 16 جُمادَی الاُولٰی 1441ھ بمطابق 11 جنوری 2020 کو عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمدینۃُ العِلْمِیۃ کے شعبہ ''ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت'' نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

www.dawateislami.net

ڈاکٹر کو بتا رہا ہے تاکہ وہ اُس کی بیماری کا عِلاج کرے اور اِتنا بتا رہا ہے جتنا بتانے کی حاجت ہے تو یہ بے صبری میں نہیں آئے گا اور ثواب بھی ضائع نہیں ہو گا۔ بعض لوگ ڈاکٹر کو اپنی بیماری بتاتے ہوئے بھی بہت مُبالغہ کرتے ہیں۔ بخار ہوا ہے تو کہیں گے کہ ”شدید بخار ہے۔“ درد ہو رہا ہے تو کہیں گے کہ ”شدید درد ہے۔“ اگر شدید ہے تو شدید کہنے میں حرج نہیں ہے، لیکن بعض اَوقات ایسا ہوتا نہیں ہے۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ”دَواخانے جا رہا ہوں، یا امّی کو دواخانے لے جا رہا ہوں۔“ اب کہتے ہیں کہ ”امّی کو ہسپتال لے جا رہا ہوں“ کیونکہ ہسپتال کا نام بھاری ہے، اِس لئے ہمدردی لینے کے لئے یہ لفظ اِستِعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ اِس کی جگہ کلینک بھی بولا جا سکتا ہے۔ ہسپتال کا نام سُن کر آدَمی تھوڑا چونکتا ہے، اِس لئے اگر کبھی ہسپتال جا بھی رہے ہوں تو یہ وضاحت کر دینی چاہیے کہ ”صرف چیک اَپ کے لئے ہسپتال جا رہا ہوں۔“ اپنی مصیبت ضرورتاً بیان کر سکتے ہیں، بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ بیان نہ کی جائے۔

بعض لوگ ویسے نارمل ہوتے ہیں، لیکن دوسرے کے دیکھتے ہی بیمار جیسا مُنہ بنا لیتے اور بیماری والا انداز اِختیار کر لیتے ہیں۔ میں ایک جگہ کسی کی عیادت کے لئے گیا، وہ اچھا خاصا بیٹھا ہوا تھا، لیکن مجھے دیکھتے ہی لیٹ گیا اور چادر تان لی، اب اُس کا نصیب کہ میں اُسے دیکھ چکا تھا۔ بہرحال! میں نے بھی اُسے کچھ نہیں بولا کہ ”ڈرامہ چھوڑو!“ تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ڈرامہ ہی تھا کہ کوئی عیادت کرنے آئے تو اُسے بیمار بن کر دکھاؤ تاکہ وہ خوب ہمدردیاں کرے۔ جو اپنے بیمار ہونے کا جھوٹا اظہار کرتا ہے اُس کے لئے حدیثِ پاک میں وعید موجود ہے کہ وہ جیسا اِظہار کر رہا ہے، کہیں ویسا ہی بیمار نہ ہو جائے۔

(فردوس الاخبار، 2/421، حدیث:7624)

اِس لئے اگر کسی کے سامنے اِظہار کرنا ہے تو اُتنا ہی کریں جتنا کرنے کی ضرورت ہے۔

www.dawateislami.net

آج کل لوگ ہر طرح کی بیماری بلکہ معیوب بیماریوں کا بھی اِظہار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک دور وہ تھا کہ پیٹ میں بھی درد ہوتا تو بتاتے ہوئے شرماتے تھے۔ ہاں! ضرورتاً ڈاکٹر کو بتایا جا سکتا ہے، لیکن اُسے بتانے میں بھی اچھے الفاظ کا انتخاب کیا جائے کہ ”تھوڑا پیٹ کا مسئلہ ہے۔“ حضرت اِمام محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہُ عنہ کی بغل میں پھوڑا ہوا تھا۔ کسی نے آزمانے کے لئے کہ دیکھو! یہ کیا جواب دیتے ہیں؟ پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاتھ کے اندر کی طرف پھوڑا ہوا ہے۔ (احیاء العلوم، 3/151 مفہوماً) آپ رحمۃُ اللہِ علیہ لفظ ”بغل“ بولنے سے بھی شرمائے۔ ہم میں سے کوئی ہوتا تو شاید بغل اُٹھا کر دِکھا بھی دیتا۔ ہمارے ہاں تو جہاں جہاں تکلیف ہے بعض اَوقات وہاں کا پورا نقشہ کھینچ کر بتایا جارہا ہوتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو ”عثمانِ باحیا“ کا صدقہ نصیب فرمائے اور شرم و حیا کی دولت عطا کرے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ ایسے باحیا تھے کہ بند کمرے میں بھی لباس تبدیل کرتے ہوئے شرم کے مارے سکڑ جاتے تھے۔ (مسند امام احمد، 1/160، حدیث:543 مفہوماً)

بِلا ضرورت تکلیف کا اِظہار نہ کیجئے

سُوال: بعض اَوقات انسان جب کسی کے سامنے خوب گلے شکوے کرتا ہے اور سامنے والا نرمی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ”صبر کیجئے!“ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ”بس جی، صبر ہی تو کر رہے ہیں۔“ ایسوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ (رُکنِ شوریٰ ابو الحسن حاجی محمد امین عطّاری)

جواب: حدیثِ پاک میں ہے کہ ”صبر تو اوّل صدمے میں ہوتا ہے۔“ (بخاری، 1/434، حدیث:1283) بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اِس لئے جیسے ہی تکلیف آئے بندہ بولے نہیں، بس چپ ہو جائے اور اپنی باڈی لینگویج سے بھی ایسا اِظہار نہ کرے کہ سامنے والا یہ سمجھے کہ

www.dawateislami.net

اِسے کوئی تکلیف ہے، کیونکہ اگر کوئی بھلے چپ رہے، لیکن مُنہ بگاڑے، آہ، اُوہ کرے تو ظاہر ہے کہ سامنے والا پوچھے گا کہ کیا ہوا؟ ایسے میں بندہ بولے کہ خود تھوڑی بتایا ہے، اِس نے پوچھا ہے تو بتایا ہے، حالانکہ اپنے جسم یا چہرے پر بورڈ چڑھا رکھا تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ کیا تکلیف ہے؟ جبھی اس نے آکر پوچھا ہے۔ یُوں طرح طرح کی ٹیکنیک (Technique) ہوتی ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (یعنی اَعمال کا دار و مَدار نیّتوں پر ہے)۔ (بخاری، 1/6، حدیث:1) بِلاضرورت کسی کے سامنے تکلیف کا اِظہار کرنے سے صبر کی منزل ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے، کیونکہ اگر کسی کا موبائل چھن جائے یا جیب کَٹ جائے تو وہ مسکراتے ہوئے چُپ چاپ مَدَنی مُذاکرے میں شرکت نہیں کرے گا، بلکہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر بولے گا کہ "میرا موبائل گن پوائنٹ پر لے لیا، مجھے مارنے کی دھمکی دے رہے تھے، جھگڑا کرتا تو فائر کر دیتے" یُوں بندہ ہمدردیاں حاصل کرتا ہے۔ بعض اَوقات مصیبت سُن کر بھی سامنے والے کے کان پر جُوں تک نہیں رینگتی اور بندے کی ناک کٹ جاتی ہے، سامنے والا صرف "اچھا" کہہ کر نکل جاتا ہے، اِس لئے بندے کو کیا بولنا! اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی جائے اور دُعا مانگی جائے، دُعا مانگنا بے صبری نہیں ہے۔ گھر میں چوری ہو جائے، یا آگ لگ جائے یا کوئی نقصان ہو جائے یا بچّہ اور ماں باپ بیمار ہو جائیں تو بِلاضرورت کسی کو نہ بولیں، بولنا پڑے تو ضرورتاً بولیں۔ 100 (لوگوں) کو بتانے کی ضرورت ہے تو 100 کو بتائیں ورنہ ایک کو بھی نہیں۔ مثلاً گھر میں کسی کا اِنتِقال ہونا ایک مصیبت ہے، بلکہ بندے پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ اب ایسے میں بندہ لوگوں کو اِس مصیبت کا بتائے گا، کیونکہ وہ جمع ہوں گے اور جنازہ پڑھیں گے۔ یہ صُورت ٹھیک ہے۔ اِس میں بھی رونے دھونے اور ایسے اَنداز سے غم ظاہر کرنے سے بچنا ہو گا جسے بے صبری کہا جائے۔ آنسو بہانا بے صبری

نہیں ہے، کیونکہ یہ خود بخود آرہے ہیں۔ایسی کیفیت نہ بنائے جس سے خوب غم کا اِظہار ہو، جیسے عورتوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے کہ اکیلے ہوں گی تو چُپ ہوں گی، لیکن جیسے ہی کوئی مِلنے یا تعزیت کرنے آئے گی تو رونا شروع کر دیں گی اور بتائیں گی کہ یہ ہو گیا ہے۔ اس طرح کے اثرات کچھ مَردوں میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ بے صبری ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو حقیقی معنوں میں صبر عطا فرمائے۔ صبر جنّت کا خزانہ ہے۔ کاش! ہم کو نصیب ہو جائے۔ نفس و شیطان صبر کرنے نہیں دیتے، کیونکہ جنّت کا خزانہ جب اِتنی آسانی سے مِل رہا ہو گا تو نفس و شیطان کہاں حاصل کرنے دیں گے! ہم اللہ پاک سے توفیقِ خیر و بھلائی کی درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو واقعی صبر عطا کر دے اور صبر کرنے والے اِمام حسین رضی اللہُ عنہ کا صدقہ نصیب ہو جائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

کیا سیلفی لیتے ہوئے مَرنا خودکشی ہے؟

سُوال: جو لوگ بلند مقامات سے سیلفی (Selfie) لیتے ہوئے گِر کر مَر جاتے ہیں، کیا اُن پر خودکشی کا حکم لگے گا؟

جواب: یہ لوگ جان بوجھ کر اپنی جان کو ختم نہیں کرتے، اِس لئے اِن پر خودکشی کا حکم نہیں لگے گا۔ البتہ اِتنا ضرور ہے کہ ایسا کرنا اِن کے لئے شرعاً دُرُست نہ تھا۔ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ (پ2، البقرۃ: 195) (ترجَمۂ کنز الایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو)۔ یہ لوگ اپنی بہادُری بلکہ حماقت کے چکّر میں آکر صرف یہ دِکھاوا کرنے کے لئے کہ "میں بڑا ہمت والا ہوں، دیکھو! میں نے کیسی سیلفی بنائی ہے" اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اَوقات موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی ٹرین سے کچلا جاتا ہے تو کوئی چھت یا کسی عمارت سے گر پڑتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہند کی ایک ویڈیو Viral

(یعنی عام) ہوئی تھی جس میں ایک مسلمان نوجوان شیر کے ساتھ سیلفی بناتے ہوئے اُونچی دیوار سے شیر کے پنجرے میں گِر گیا تھا اور شیر اُسے گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا، لیکن اِس دوران اُس نوجوان کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔ اللہ پاک اُس کی مغفرت فرمائے اور غریقِ رحمت کرے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

سیلفی بہت خطرناک چیز ہے، البتہ بعض اَوقات خطرناک نہیں بھی ہوتی، لیکن اِس کی وجہ سے لوگوں کو بس ایک مصروفیت مِل گئی ہے۔ موت اگر لکھی ہو تو کسی بہانے بھی آجاتی ہے اور اِنسان کو سمجھ نہیں پڑتی جس کی وجہ سے اِنسان کوئی ایسی حرکت کر گزرتا ہے اور پھر موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

تقدیر میں سب لکھا ہے تو محنت کیوں؟

سُوال: اگر تقدیر میں ہر چیز لکھ دی گئی ہے تو ہمیں محنت کرنا کیوں ضروری ہے؟

(علی رضا۔SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اگر تقدیر میں سخت سردی سے ٹھٹھر کر مَرنا لکھ دیا گیا ہے تو گرم کپڑے کیوں پہنتے ہو!! اگر قسمت میں چوری لکھ دی گئی ہے تو دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت ہے!! نوٹ اور سونے کے زیورات چھپانے کی کیا ضرورت ہے!! دروازہ کھلا رکھو! سامان نکال کر گلی میں چھوڑ دو! تقدیر میں لکھا ہوگا تو چوری ہو جائے گا ورنہ چوری نہیں ہوگا، بلکہ کسی کو نظر بھی نہیں آئے گا۔ ساری باتوں میں آپ تدبیر کرتے ہیں، تقدیر پر نہیں چھوڑتے، لیکن بعض مُعاملات میں تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں، جیسے بعض بے باک قسم کے لوگ بولتے ہیں کہ "یار! اگر تقدیر میں جنّت ہوگی تو مِل جائے گی، ورنہ دوزخ مِل جائے گی۔" (مَعاذَ اللہ) تقدیر کے معاملے میں بحث کرنے سے حدیثِ پاک میں حضرت صدیقِ اکبر اور حضرت فاروقِ

اَعظم رضی اللہُ عنہما کو بھی منع فرما دیا گیا تھا۔(معجم کبیر،2/95، حدیث:1423 مفہوما)اِس لئے تقدیر کے متعلق بحث نہ کی جائے۔ ہمارا کام بس اِتنا ہے کہ ”وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللہِ تَعَالٰی۔ یعنی بُری اور بھلی تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔“ہمیں اللہ پاک کی رِضا پر راضی رہنا چاہیے۔ تقدیر میں بعض چیزیں معلّق بھی رہتی ہیں۔(بہار شریعت، حصہ 1،1/14 ماخوذاً)مثلاً اِسکوٹر پر جائے گا تو ایکسیڈنٹ ہو گا، اِسکوٹر پر نہیں جائے گا تو نہیں ہو گا۔ یہ ”تقدیرِ معلّق“ کہلاتی ہے۔ اِس میں بھی اللہ پاک کو معلوم ہے کہ یہ اِسکوٹر پر جائے گا یا نہیں جائے گا، لیکن اُس کے معلوم ہونے نے اِسے اسکوٹر پر جانے یا نہ جانے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ مثلاً دوا کی بوتل پر Expiry date لکھی ہوتی ہے، کمپنی والوں کو تجربے سے پتا ہوتا ہے کہ یہ دَوا کب تک کار آمد رہے گی، لیکن اُن کے Expiry date لکھنے سے وہ دَوا Expire ہونے پر مجبور نہیں ہوتی، اگر کمپنی والے نہیں بھی لکھتے تب بھی دَوا اُسی تاریخ کو Expire ہو جاتی، لہٰذا لکھنے اور نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ اِسی طرح تقدیر میں بھی ایسا نہیں ہے کہ اللہ پاک نے لکھ دیا ہے، اِس لئے بندے کو کرنا پڑ رہا ہے، بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا، اللہ پاک نے ویسا ہی اپنے علم سے لکھ دیا۔(بہار شریعت،1/11، حصہ:1 ملخصا)اللہ پاک کو سب معلوم ہے، اُس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

خوف دُور کرنے کا روحانی عِلاج

سُوال:رات کو اچانک آنکھ کھلنے کے بعد بہت ڈر لگتا ہے، اِس صُورت میں کیا کیا جائے؟
(SMS کے ذریعے سُوال)

جواب:اگر ایسا ہو تو ”یَارَءُوْفُ،یَارَءُوْفُ“ پڑھتے رہیں، اِن شاءَ اللہ خوف دُور ہو جائے گا۔

سچائی میں عظمت ہے

سُوال:سچ کے متعلق کچھ اِرشاد فرما دیجئے، لوگ سچ کو اَہمیت نہیں دیتے۔

www.dawateislami.net

جواب: ایک جملہ ہے: ”سانچ کو آنچ نہیں۔“ جَہالت اِتنی چھا گئی ہے کہ اب لوگ بولتے ہیں کہ ”جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے، جھوٹ نہیں بولیں گے تو فُلاں فُلاں کام نہیں ہو گا۔“ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سچائی کی زِندگی گزارنے والے گزارتے ہیں۔ سچے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سچّے غُلام جن کے مَزارات پر آج چراغاں ہو رہا ہے، جن کا عُرس منایا جارہا ہے اور اِیصالِ ثواب کیا جارہا ہے، اُنہوں نے دُنیا میں سچائی کے ساتھ زِندگی گزاری ہے، یہی وجہ ہے کہ آج اُن کی موج لگی ہوئی ہے۔ قرآنِ کریم میں حکم ہے: ﴿وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۱۱۹﴾ (پ11، التوبۃ:119) (ترجَمۂ کنز الایمان: اور سچوں کے ساتھ ہو)۔ یہ بڑی غَلَط سوچ ہے کہ ”سچائی کا زمانہ نہیں ہے، یا جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔“ دراصل ذہن خراب ہو چکا ہے، اِس لئے ایسی باتیں کی جاتی ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سچّائی میں عظمت ہے، جھوٹ میں کوئی عظمت نہیں ہے، بلکہ تباہی و بَربادی ہے، اِس لئے ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ اَحادیثِ مُبارَکہ میں سچ کے فضائل موجود ہیں۔ (بخاری،4/125، حدیث:6094)

کاروبار میں جھوٹ بول کر بظاہِر ایسا لگتا ہے کہ نَفع ہو گیا ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ یہی آنے والا نَفع سکون چھین لے۔ آپ اگر مالداروں کے اندر جھانک کر دیکھیں گے تو آپ کو سکھی لوگ کم ملیں گے۔ یہ اچھے کپڑے پہن کر آپ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں، مگر اندرونی طور پر ایک تعداد ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی ٹینشن تو کسی کو کوئی۔ ضروری نہیں کہ یہ سب جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہی ہوا ہو، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اِس دور میں جھوٹ بولے بغیر زیادہ دولت جمع کر لینا بڑا دشوار ہے۔ مزید یہ کہ تِجارت کے مسائل بھی پتا نہیں ہوتے، یوں بھی گُناہوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر جھوٹ بول کر مال بِک بھی گیا تو اُس میں بَرَکت اور بھلائی نہیں ہو گی۔ کبھی بیماری میں چلے جائیں گے یا کبھی ڈاکو اُٹھا کر لے

جائیں گے۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مال حَرام کا تھا، میں ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔ جھوٹ بول کر زیادہ مال آ بھی جائے تو اُس میں بَرَکت اور سُکون نہیں ہوتا۔ جو غریب آدمی صابِر اور شاکِر ہو گا وہ آپ کو پُر سُکون ملے گا، اُس کی دُنیا بھی پُر سُکون ہوتی ہے، کیونکہ اُسے فُٹ پاتھ پر بھی نیند آجاتی ہے اور اُسے اغوا ہونے یا ڈکیتی ہونے کا بھی خوف نہیں ہوتا، کیونکہ اُس کے پاس اِتنا مال ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اُسے خطرہ ہو۔ اور ایسا غریب حدیثِ پاک کے مُطابِق مالدار لوگوں سے 500 سال پہلے جنّت میں بھی چلا جائے گا۔(ترمذی،4/157، حدیث:2358) مالدار اِس لئے رُکا رہے گا کہ اُس نے اپنے مال کا حساب دینا ہو گا اور اگر مال حَرام کا ہو گا تو پھر عذاب بھی ہو گا۔ جو غریب آدَمی گلے شکوے کرتا ہے یا دُوسروں کے مال پر نظر رکھتا ہے اُس کے لئے یہ فضیلت نہیں ہے۔(شرح صحیح بخاری لابن بطال،10/173 ماخوذا)

بہر حال! جھوٹ بول کر وقتی طور پر نجات مِل بھی جائے، تب بھی جھوٹے شخص کا اِعتِماد ختم ہو جاتا ہے، آہستہ آہستہ لوگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ اِس کی زبان کا ٹھکانا نہیں ہے اور پھر وہ لوگوں میں بدنام ہو جاتا ہے۔ بعد میں سچ بھی بولتا ہے تو لوگ اُس کی بات کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک چرواہا بکریاں چَراتا تھا، ایک بار اُسے مستی سُوجھی اور اُس نے جنگل میں ایک اُونچے ٹیلے پر چڑھ کر چیخنا شروع کر دیا کہ ”شیر آگیا، شیر آگیا۔“ قریبی آبادی کے لوگ ڈنڈے، بھالے اور جو ہاتھ آیا لے کر دوڑے، لیکن جب پہنچے تو چرواہا کھڑا ہنس رہا تھا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ ایک بار سچ مچ شیر آگیا۔ چرواہا پھر ٹیلے پر چڑھا اور چیخنے لگا: ”شیر آگیا، شیر آگیا“ لوگوں نے سُنا تو بولا کہ جھوٹ بول رہا ہے، اِس کا کیا بھروسہ! بعد میں جب لوگوں کا وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ شیر نے اُس کو چیر پھاڑ دیا تھا اور اُس کی

www.dawateislami.net

بکریاں بھی بھاگ گئی تھیں، یااُس کی بکریوں کو شیر نے کھالیا تھااور چرواہازِندہ تھا،اُس نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کیوں نہیں آئے؟لوگوں نے کہا کہ پہلے تم نے جھوٹ بولا تھا، اِس لئے ہم سمجھے کہ اب بھی جھوٹ بول رہے ہو۔یُوں اس کے جھوٹ کی وجہ سے اُسے نقصان ہوا۔جھوٹ میں دونوں جہاں کا نقصان ہے اور اِس کا ایک سے ایک عذاب ہے۔

جان کا صدقہ کس چیز سے دینا بہتر ہے؟

سُوال: لوگ مختلف چیزوں کا صدقہ دیتے ہیں، اگر جان کا صدقہ دینا ہو تو کس چیز سے دینا بہتر ہے؟[2]

جواب: جان کا صدقہ دینا ہو تو جانور کی جان کا صدقہ دیا جائے۔مثلاً کوئی سَفَر پر جارہا ہے تو اُس کے زندہ سَلامت لوٹ کر آنے کے لئے یا کوئی مَریض ہے تو اُس کے تندرست ہونے کے لئے کوئی مُرغی وغیرہ حَلال جانور ذَبح کر دیا جائے، یا کسی کو زندہ دے دیا جائے کہ اِسے ذَبح کر دینا۔لیکن اِس میں رِسک فیکٹر یہ ہے کہ ہو سکتا ہے جسے زندہ دیں وہ اُسے ذَبح کرنے کے بجائے آگے بیچ دے۔مثلاً کسی راہ چلتے فقیر کو مُرغی دے دی، اب وہ پکائے کہاں؟ اِس لئے وہ جا کر بیچ دے گا، یہی حال بکروں کا بھی ہوتا ہے۔اِس لئے خود اپنے سامنے کاٹیں یا کسی قابلِ اِعتماد آدمی کو دیں جو بولے کہ ہم کاٹ دیں گے۔یہ ایک بہتر صورت بتائی ہے، باقی اگر کسی کو زندہ دیا اور اس نے آگے بیچ دیا تو یہ جائز ہے اور خیرات کہلائے گی۔میری زیادہ تر کوشش ہوتی ہے کہ نفلی صدقے کے لئے لفظ ”خیرات“بولوں۔

---

2 ...... یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتہم العالیہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔(شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

www.dawateislami.net

عَرَبی میں ”خیرات“ خیر کی جمع ہے۔ اُردو میں راہِ خُدا میں کوئی چیز دینا خیرات کہلاتا ہے۔ صدقہ کا معنٰی بہت وسیع ہے۔ مسلمان کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔(ترمذی،3/384، حدیث:1963ملتقطا)راستے سے کوئی تکلیف دِہ چیز مثلاً پتّھر اور کانٹا وغیرہ ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

(ترمذی،3/384،حدیث:1963 ملتقطا)

دِینی طبقے کا دُنیاوی طبقے پر رشک کرنا کیسا؟

سُوال: بعض اَوقات دینی طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دُنیاوی لوگوں کا رکھ رکھاؤ دیکھ کر رشک آتا ہے، ایسی صُورت میں کیا کرنا چاہیے؟[3]

جواب: اگر کوئی عالِم یا حافِظ صاحب یہ سوچیں کہ ”میں نے علم حاصل کیا ہے، اِس کے اِتنے اِتنے فضائل اور مرتبے ہیں، لیکن میری اِمامت ہے اور تنخواہ اِتنی سی ہے، جبکہ فُلاں شخص سُودی اِدارے میں کام کرتا ہے، نہ اُس کی داڑھی ہے، نہ لباس اِسلامی ہے اور نہ ہی اُس کے پاس علمِ دین ہے، اُس کی تو اِتنی ساری تنخواہ ہے۔“ تو اُنہیں یہ کہا جائے کہ ”ٹھیک ہے، آپ کو بڑی سَروِس دِلا دیتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ آپ کو علمِ دین بھلا دیا جائے گا، حفظِ قرآن بھی ختم کر دیا جائے گا، پھر آپ حافِظ صاحب نہیں رہیں گے، آپ حضرت، مولانا، دامت برکاتہم العالیہ نہیں رہیں گے، بلکہ Mister کہلائیں گے۔ کیا آپ کو منظور ہے؟“ ظاہِر ہے وہ یہ سب سُن کر اِنکار کر دے گا کہ ”نہیں، یہ نادانی ہے۔“ علمِ دین اور حفظِ قرآن کی قدر ہے، اصل مالدار آپ ہیں۔ اُس کے پاس جو دُنیاوی ڈِگریاں ہیں وہ قبر میں کام نہیں آئیں گی، جبکہ آپ کی علمِ دین اور حفظِ قرآن کی ڈِگری قبر و آخرت میں کام آئے گی۔ آپ

---

3 ...... یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

www.dawateislami.net

اپنا گندم کا چھوٹا دانہ دیکھ کر یہ بات کر رہے ہیں، حالانکہ سامنے جو خوبصورتی نظر آرہی ہے وہ بُلبُلہ ہے، اُس کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے تو پھٹ جائے گا۔ جبکہ آپ کا گندم کا اِتنا سا دانہ آپ کی جان اور اِیمان بچائے گا۔ یہ گندم کا دانہ آپ کا سرمایہ ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو بعض اَوقات فقر، اِنسان کو کُفر تک لے جاتا ہے۔

کام پُورا ہوتے ہوتے کیوں رہ جاتا ہے؟

سُوال: کام پُورا ہوتے ہوتے رہ جانے کی کیا وجہ ہوتی ہے؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اَصل وجہ اللہ پاک جانے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کام ہوتے ہوتے اِس لئے رہ جاتا ہے کہ وہ کام نہ ہونے میں اُس کی بھلائی ہوتی ہے۔ مثلاً اِسکوٹر بننے کے لئے دی تھی اور بہت ضروری کام سے کہیں جانا تھا۔ جب بنانے والے کے پاس گئے تو اُس نے بولا کہ ”کل مِلے گی، ایک پُرزہ مجھے مِلا نہیں، کل بڑی مارکیٹ جاؤں گا، وہاں سے لاؤں گا“ اب بندہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اور بڑبڑاتا ہوا بس میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اب اِس میں بہتری کی صُورَت یہ ہے کہ ہوسکتا ہے ”تقدیرِ معلّق“ یہ ہو کہ اگر یہ اِسکوٹر پر بیٹھ کر جائے گا تو ٹرک ٹکّر مارے گا، اِس کا سَر فُٹ پاتھ سے ٹکرائے گا اور یہ قومے میں چلا جائے گا یا مَر جائے گا۔ یہ سمجھانے کے لئے ایک مثال ہے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے؟ ہمیں نہیں پتا ہوتا، اِس لئے اللہ پاک کی رِضا پر راضی رہے۔ اللہ پاک جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔ اِس حوالے سے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”عُیُوْنُ الْحِکَایَات“ میں گدھے، مُرغ اور کتّے کی ایک طویل حکایت (4)

---

4 ...... ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا، اُس مَردِ صالح کے پاس ایک مُرغ، ایک گدھا اور ایک کتّا تھا، مُرغ صبح سویرے اُسے نماز کے لئے جگاتا، گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتّا اُس کے مال و متاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اُس کے مُرغ کو ایک لومڑی کھا گئی، جب اُس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اُس نے کہا: میرے لئے اِس میں بہتری ہوگی، لیکن گھر والے اس سے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہوگیا۔ چند دن کے بعد

موجود ہے۔ اگر کوئی کام نہیں ہوتا تو کوئی بات نہیں، آج نہیں تو کل ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے اُس کام کے نہ ہونے میں ہی کوئی حکمت ہو۔ مثلاً اگر ہم دولت مند نہیں بن رہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اگر دولت مند بن جائیں تو ناشکرے بندے بن جائیں کہ مال ہو تو گناہوں کے اَسباب بہت مِل جاتے ہیں۔ اگر مال نہیں ہو گا تو گُناہوں والی چیزیں خریدنا بھی مشکل ہو گا اور یُوں آدمی گُناہوں سے بچ جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دولت مند بننے کے بعد غریبوں کو حَقارت سے دیکھنے لگیں اور تکبّر میں پڑ جائیں، اِس لئے اگر مال نہیں ہے تو اچھا ہے کہ بندہ تکبّر کی مصیبت سے بچا ہوا ہے۔ ہمارے پاس جو بھی کمی ہے اُس کمی پر بھی اللہ پاک کا شکر اَدا کریں، کیونکہ ہو سکتا ہے اُس کمی کی وجہ سے ہم آزمائش سے محفوظ ہوں۔ حُسن بھی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ اگر حُسن نہ ہو تو بعض اَوقات آدمی کُڑھتا ہے اور ایسا عورتوں میں زیادہ ہوتا ہو گا۔ لیکن ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ بعض لڑکیاں اپنے حُسن کی وجہ سے اغوا ہو جاتی ہیں یا مصیبت میں پڑ جاتی ہیں، اِس لئے اگر کسی کے پاس حُسن نہیں ہے تو یہ بھی اُس کے لئے عافیت کی صورت ہو سکتی ہے۔ اللہ پاک

ایک بھیڑیا آیا اور اُس نے اُن کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا، جب گھر والوں کو اِس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ وزاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا، لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے زبان سے نہ نکالے بلکہ کہا کہ اس گدھے کے مر جانے ہی میں ہماری عافیت ہو گی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کُتے کو بھی بیماری نے آلیا اور وہ بھی مر گیا، لیکن اُس صابِر و شاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مُظاہرہ نہ کیا، بلکہ وہی اَلفاظ دہرائے کہ ہمارے لئے اِس کے ہلاک ہو جانے میں ہی عافیت ہو گی۔ وقت گزرتا رہا، کچھ دنوں کے بعد دشمنوں نے رات کو اُس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور اُن تمام لوگوں کو پکڑ کر لے گئے جو اُس جنگل میں رہتے تھے، ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ اُن کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سُن کر دشمن متوجہ ہو گیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے اُن کی رِہائش کی جگہ معلوم کرلی، پھر ان سب کو اُن کے مال واَسباب سمیت قید کر کے لے گئے۔ لیکن وہ نیک شخص اور اُس کا سازوسامان سب بالکل محفوظ رہا، کیونکہ اُس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اِس بات پر مزید پختہ ہو گیا کہ اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ (عیون الحکایات، ص121۔ عیون الحکایات (مترجم)، حصّہ اوّل، ص187)

www.dawateislami.net

نے جس حال میں رکھا ہے، بندے کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ یااللہ! تیری حکمت میں نہیں سمجھ سکتا۔ بس یہ دُعا کریں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡمُعَافَاۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ۔ یعنی اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت یعنی سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔

❀❀❀❀❀

فضائلِ آفات اور 20 روحانی علاج

❀ تین فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: ﴿1﴾ مسلمان کو جو بھی تکلیف، بیماری، دُکھ، پریشانی، اَذِیت اور غم پہنچے یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا بھی چُبھ جائے، اللہ پاک ان کے سبب اُس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (بخاری، 4/3، حدیث: 5641) ﴿2﴾ قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ ”کاش! دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔“ (ترمذی، 180/4، حدیث: 2410) ﴿3﴾ جو ایک رات بیمار رہا، صبر کیا اور اللہ پاک کی رِضا پر راضی رہا تو وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اُس کی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہو۔
(نوادر الاصول، 147/3)

جے سوہنا میرے دُکھ وِچ راضی　　　تے میں سُکھ نوں چُلّھے پاواں

❀ رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرتِ اُمُّ السّائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے؟ عرض کی: بخار ہے، اللہ پاک اس میں بَرَکت نہ کرے۔ فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹّی لَوہے کے میل کو۔ (مُسلِم، حدیث: 2575)

❀ حضرت عطاء بن ابو رَباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اہلِ جنت میں سے کوئی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کی: ضرور دکھائیے۔ فرمایا: یہ حبشی عورت، جب یہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس آئی تو اِس نے عرض کی: مجھے ”مرگی“ ہے جس کی وجہ سے میرا ستر یعنی پردہ کھل جاتا ہے لہٰذا اللہ پاک سے میرے لئے دعا کیجئے۔ ارشاد ہوا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ پاک سے تمہارے لئے دعا کروں کہ وہ تمہیں عافیت عطا فرما دے۔ تو اس نے عرض کی: میں صبر کروں گی۔ پھر

www.dawateislami.net

عرض کی: میرا پردہ کھل جاتا ہے، اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ میرا پردہ نہ کھلا کرے۔ پھر آپ نے اُس کے لئے دعا فرمائی۔ (بخاری 4/6، حدیث: 5652)

❀ حضرتِ ضحاک رحمۃُ اللہِ علیہ کا قول ہے: جو ہر چالیس رات میں ایک مرتبہ بھی آفت یا فکر و پریشانی میں مبتلا نہ ہو اُس کے لیے اللہ پاک کے یہاں کوئی بھلائی نہیں۔ (مُکاشَفۃُ القلوب، ص15)

میرے پیارے بخت بیدار! دیکھا آپ نے؟ بیماری اور آفت کتنی بڑی نعمت ہے کہ اِس کی بَرَکت سے اللہ پاک بندے کے گناہ مٹاتا اور دَرَجات بڑھاتا ہے، بے شک مرض ہو یا زخم، ذہنی ٹینشن ہو یا گھبراہٹ، نیند کم آتی ہو یا نفسیاتی اَمراض، اولاد کے سبب غم ہو یا بے اولادی کا صدمہ، روزی کی تنگی ہو یا قرضے کا بہت بڑا بوجھ اَلغرض مسلمان کو مصیبتوں پر ثواب ملتا ہے، ہر صورت میں صَبر سے کام لیجئے کہ بے صبری سے تکلیف تو جاتی نہیں اُلٹا نقصان ہی ہوتا ہے اور وہ بھی بہت بڑا نقصان یعنی صبر کے ذَرِیعے ہاتھ آنے والا ثواب ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ یاد رکھئے! سب سے خطرناک بیماری کفر کی بیماری ہے اور گناہوں کی بیماری بھی سخت تشویش ناک ہے۔ آفت و مصیبت اور بیماری و پریشانی لوگوں سے چھپانا کارِ ثواب ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: "جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اُس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں سے شکایت نہ کی تو اللہ پاک پر حق ہے کہ اس کی مغفِرت فرمادے۔" (معجم اوسط، 1/214، حدیث737)

❀ حضرت شیخ سعدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ دریا کے کنارے پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے اُن کے مُبارک پاؤں کو چیتے نے کاٹ لیا تھا اور زَخم بے حد خطرناک صورت اِختیار کر گیا تھا۔ لوگ جمع تھے اور ان پر رَحم کھا رہے تھے۔ مگر وہ فرما رہے تھے، کوئی تشویش کی بات نہیں یہ تو مقامِ شکر ہے کہ مجھے جسمانی مرض ملا، اگر میں گناہوں کے مرض میں مبتلا ہو جاتا تو کیا کرتا! (گلستان سعدی، ص60)

﴾1﴿ روزی کیلئے: یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ 500 بار، اوّل آخر درود شریف 11، 11 بار، بعد نمازِ عشا قبلہ رُو باوضو ننگے سر ایسی جگہ پڑھئے کہ سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو۔ اسلامی بہنیں ایسی جگہ پڑھیں جہاں کسی اجنبی یعنی غیر محرم کی نظر نہ

پڑے۔ اِنْ شَاءَ اللہ روزی کی تنگی دُور ہو گی ﴿2﴾ یَااَللّٰہُ 101 بار کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر بازو پر باندھ لیجئے، جائز کام دھندے اور حلال نوکری میں دل لگ جائے گا ﴿3﴾ 7روز تک ہر نماز کے بعد یَا رَزَّاقُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَلَامُ 112 بار پڑھ کر دعا کیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ بیماری، تنگدستی و ناداری سے نجات حاصل ہو گی۔ ﴿4﴾ چوری سے حفاظت: یَا جَلِیْلُ (اے بزرگی والے) 10 بار پڑھ کر اپنے مال واَسباب اور رقم وغیرہ پر دم کر دیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ چوری سے محفوظ رہے گا۔ ﴿5﴾ شادی کیلئے: جن لڑکیوں کی شادی نہ ہوتی ہو یا منگنی ہو کر ٹوٹ جاتی ہو وہ نمازِ فجر کے بعد یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام 312 بار پڑھ کر اپنے لئے نیک رشتہ ملنے کی دعا کریں، اِنْ شَاءَ اللہ جلد شادی ہو اور خاوَند بھی نیک ملے۔ ﴿6﴾ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم 143 بار لکھ کر تعویذ بنا کر کنوارا اپنے بازو میں باندھے یا گلے میں پہن لے اُس کی جلد شادی ہو جائے گی اور گھر بھی اچھا چلے گا۔ ﴿7﴾ اولادِ نرینہ کیلئے: یَا مُتَکَبِّرُ 10 بار، زوجہ سے "ملاپ" سے قبل پڑھ لینے والا نیک بیٹے کا باپ بنے گا ﴿8﴾ حاملہ شہادت کی انگلی اپنی ناف کے گرد گھماتے ہوئے یَا مَتِیْنُ 70 بار پڑھے۔ یہ عمل 40دن تک جاری رکھے، اللہ کے فضل و کرم سے بیٹا عنایت ہو گا۔ اِس عمل میں ہر مَرَض کا علاج ہے۔ کوئی سا بھی مریض یہ عمل کرے تو اِنْ شَاءَ اللہ شفا پائے۔ (ناف سے کپڑا ہٹانے کی ضرورت نہیں، کپڑے کے اوپر ہی سے یہ عمل کرنا ہے) ﴿9﴾ حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر شوہر اِس طرح کہے: "اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا۔ ترجمہ: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا" (اِنْ شَاءَ اللہ لڑکا پیدا ہو گا۔ اگر کہتے وقت عَرَبی عِبارت کے معنٰی ذِہن میں ہوں تو ترجمے کے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں ورنہ ترجمے کے الفاظ بھی کہہ لیں)

﴿10﴾ دشمن سے حفاظت کیلئے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بکثرت پڑھنے سے اِنْ شَاءَ اللہ دشمن سے حفاظت ہو گی۔ ﴿11﴾ گُم شُدہ انسان وغیرہ ملنے اور ہر حاجت کیلئے: اللہ پاک کی رحمت پر مضبوط بھروسے کے ساتھ چلتے پھرتے، وُضو بے وُضو زیادہ سے زیادہ تعداد میں یَا رَبِّ مُوْسٰی یَا رَبِّ کَلِیْم بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے رہیے۔ اسی دَوران چند بار دُرُود شریف بھی پڑھ لیجئے۔ گم شدہ انسان، سونا، مال، گاڑی وغیرہ اِنْ شَاءَ اللہ مل جائیں گے۔ بلکہ دیگر حاجات کیلئے

بھی یہ عمل مفید ہے۔ ﴿12﴾ اثرات کا روحانی علاج: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 41 بار لکھ (یا لکھوا) کر پلاسٹک کوٹنگ کرکے چمڑے یا ریگزین یا کپڑے میں سی کر بازو میں باندھنے یا گلے میں پہن لینے سے، اِنْ شَآءَ اللّٰه اثرات دُور ہوں گے۔ ﴿13﴾ جادو کا روحانی علاج: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 101 بار پڑھ کر سحر زدہ (یعنی جس پر جادو کیا گیا ہو اُس) پر دَم کر دیا جائے یا یہی لکھ (یا لکھوا) کر دھو کر پلا دیا جائے تو اِنْ شَآءَ اللّٰه سحر (یعنی جادو) کا اثر ختم ہو جائے گا۔ ﴿14﴾ اگر نیند نہ آتی ہو تو: اگر نیند نہ آتی ہو تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 11 بار پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر دیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰه نیند آ جائے گی۔ ﴿15﴾ کینسر کا روحانی علاج: اوّل آخر گیارہ بار دُرُودِ ابراہیمی اور درمیان میں "سورۂ مریم" پڑھ کر پانی پر دم کیجئے، ضرورتاً دوسرا پانی ملاتے رہئے، مریض وہی پانی سارا دن پیئے، یہ عمل 40 دن تک بلاناغہ کرتے رہئے، اِنْ شَآءَ اللّٰه شِفا حاصل ہو گی۔ (دوسرا بھی پڑھ کر دم کر کے مریض کو پلا سکتا ہے) ﴿16﴾ بخار کا روحانی علاج: یَا غَفُوْرُ کاغذ پر تین بار لکھ (یا لکھوا) کر پلاسٹک کوٹنگ کرکے چمڑے یا ریگزین یا کپڑے میں سی کر گلے میں ڈال یا بازو پر باندھ دیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰه ہر قسم کے بخار سے نجات ملے گی۔ ﴿17﴾ ہیپاٹائٹس کا روحانی علاج: ہر بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط کے ساتھ "سورۂ قُرَیش" 21 بار (اوّل آخر 11 بار دُرُود شریف) پڑھ (یا پڑھوا) کر آبِ زم زم شریف یا اُس پانی میں جس کے اندر آبِ زم زم شریف کے چند قطرے شامل ہوں، دم کیجئے اور روزانہ صبح، دوپہر اور شام پی لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه 40 روز کے اندر اندر شِفایاب ہو جائیں گے۔ (صرف ایک بار دَم کیا ہوا پانی کافی ہے حسبِ ضرورت مزید پانی ملا لیجئے) ﴿18﴾ پِتّے اور مثانے کی پتھری کا روحانی علاج: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 46 بار سادہ کاغذ پر لکھ کر پانی میں دھو کر پینے سے پتے اور مثانے کی پتھری اِنْ شَآءَ اللّٰه ریزہ ریزہ ہو کر نکل جائے گی۔ (مدّتِ علاج: تا حصولِ شفا) ﴿19﴾ دل اور سینے کی بیماریوں کا روحانی علاج: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 75 بار پڑھ کر دل میں سوراخ والے بچّے نیز گھبراہٹ، دل اور سینے کے تمام مریضوں کے سینے پر دم کرنا بِفَضْلِہٖ تعالٰی مفید ہے۔ ﴿20﴾ ہر طرح کے مریض کا روحانی علاج: یَا مُعِیْدُ دائمی مریض ہر وقت پڑھتا رہے، اللّٰه پاک صحت عنایت فرمائے گا۔

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پریشانیوں کو دُور کرنے کا عمل

حضرت ابو دَرْدَاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے صبح و شام سات سات مرتبہ پڑھا:

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(ترجمہ: مجھے اللہ کافی ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا رب ہے۔) اللہ پاک اس کی تمام حقیقی اور خیالی پریشانیوں میں کفایت کرے گا۔

(ابو داود، 4/416، حدیث: 5081)

978-969-722-187-5
01082189

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net